

## شماںل نبوی کا ایک ارتقائی جائزہ

ڈاکٹر خالق داد ملک

اللہ عزوجل نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ذات و صفات کا مظہر اتم حقیقت و معرفت کے تمام ظاہری و باطنی کمالات کا منبع اور روحانیت کے تمام محاسن و اوصاف کا معدن بنایا اور کمال خلق کی طرح خلقت میں بھی اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل پیدا نہیں کیا۔

”لم یخلق الرحمن مثل محمد ابدا و علمی انه لا یخلق“ (۱)

(اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل پیدا نہیں کیا اور مجھے یقین کامل ہے کہ وہ کبھی پیدا نہیں فرمائے گا)

اور محمد مصطفیٰ علیہ التیئہ و اثنا کو وہ حسن و جمال عطا فرمایا جسے دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور جس کا مشاہدہ کر کے زبان کو عالم حیرت میں یہ کہنا پڑا:

”لم اقبله ولا بعده مثله“ (۲)

ایسا حسین و جمیل تو نہ ان سے قبل دیکھا گیا اور نہ ان سے بعد۔

علامہ علی القاری رحمہ اللہ الباری حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

”من تمام الايمان به انه لم یجتمع فی بدن آدمی من المحاسن الظاهرة العالیة علی محاسنه الباطنة

ما اجتمع فی بدنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ (۳)

کسی شخص کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ بلا ریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود گرامی میں ظاہری و باطنی کمالات اس قدر خوبی کے ساتھ ودیعت کر دیئے گئے ہیں کہ ظاہری اوصاف کا جلال و کمال باطن کی عظمت و کمال کا آئینہ دار ہے۔ کسی اور مخلوق میں اس قدر ظاہری اور باطنی خوبیوں کا اجتماع ہرگز نہیں ہو سکتا۔

علامہ ابن حجر ہیتمی اپنی شرح شمائل میں قرطبی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں ”وقد حکى القرطبي عن بعضهم انه لم يظهر تمام حسنه صلى الله عليه وآله وسلم والا لما طاقت العين الصحابته النظر اليه“ (۴)

قرطبی نے بعض راویوں سے نقل کیا ہے کہ سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری محاسن اور جمال جہاں آراء پورے طور پر ظاہر نہیں ہوئے اور اگر ایسا ہو بھی جاتا تو صحابہ کرام عظیم الرضوان کی بھی یہ جرات نہ ہوتی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکتے۔

اسی ضمن میں علامہ علی القاری فرماتے ہیں:

”وقال بعض الصوفية: اكثر الناس عرفوا الله عز وجل و ما عرفوا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لان حجاب البشرية غطى ابصارهم“ (۵)

کسی صوفی کا ارشاد ہے کہ اکثر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو تو پہچان لیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عارفانہ نظر سے نہیں دیکھا کیونکہ ان کی اپنی بشریت کا حجاب انکی آنکھوں کو ڈھانپنے ہوئے ہے۔

اس میں شک نہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس حسن و جمال کی پیکر تھی یہ قدرت نے آپ کو بے مثل و بے نظیر بنایا اور ایسے حسین و جمیل سانچے میں ڈھالا جس کی مثال ناممکن ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراپائے اقدس کو لفظی جامہ پہنا کر بیان کرنے سے قاصر ہے۔ کائنات اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ محدود ہے اور آپ کے شمائل و فضائل کمال غیر محدود ہیں اسی لئے قلم، الفاظ اور زبان حسب طاقت بشری جملہ انواع بلاغت اور قوانین فصاحت سے کام لے کر بھی حقیقت وصف کے ادراک سے عاجز رہ جاتے ہیں اور صرف صورت وصف کو پیش کر پاتے ہیں۔ عظیم صوفی شاعر ابن الفارض سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے نعتیہ شاعری کیوں نہیں کی تو ان کا جواب تھا۔

ارى كل مدح فى النبى مقصرا وان بالغ المثنى عليه واكثر

اذالته اثنى بالثنى هواهل عليه فما مقدار ما يمدح الورى (۶)

میں بارگاہ رسالت ماب میں ہر مدحت سرائی کو قاصر سمجھتا ہوں خواہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی تعریف و ثنا کرنے والا کتنا ہی مبالغہ کیوں نہ کرے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اگلے شایان شان  
انگی مدح و ثنا کردی ہے تو پھر مخلوق کی مدحت سرائی کیا حیثیت رکھتی ہے۔  
شماثل کے لغوی مفہوم:

شماثل جمع ہے، جس کا واحد شمال اور شیلہ آتا ہے۔ کتب نعت میں شمال کے مندرجہ ذیل معانی  
وارد ہوئے ہیں۔

- ۱۔ چھوٹی چادر جس سے بائیں جانب ڈھانپ لی جائے۔
  - ۲۔ عادت و طبیعت کیونکہ وہ بھی چادر کی طرح انسان پر لپٹی ہوتی ہے۔
  - ۳۔ بائیں سمت۔
  - ۴۔ وہ ہوا جو کعبہ کی بائیں جانب سے چلتی ہے۔
- قرآن مجید میں لفظ شمال تین جگہ وارد ہوا ہے اور ان سب مقامات پر شمال معنی ”بایں“  
استعمال ہوا ہے۔

۱۔ و اذا غربت تقرضهم ذات الشمال و هم فی فجوة منه (۷)  
جب سورج ڈوبتا ہے تو ان سے بائیں طرف کو کترا جاتا ہے حالانکہ وہ اس غار کے کھلے میدان میں  
ہیں۔

۲۔ و نقلبہم ذات الیمین و ذات الشمال (۸)  
اور ہم انکو دائیں اور بائیں کرٹ دلاتے ہیں

۳۔ و اصحاب الشمال ما اصحاب الشمال (۹)  
اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے؟

اسی طرح لفظ شماثل دو جگہ وارد ہوا ہے اور دونوں جگہ بائیں سمت کے معنی میں استعمال ہوا  
ہے۔

۱۔ و عن ایمانہم و عن شماثلہم (۱۰)  
اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں سمتوں سے

۲۔ او لم یردا الی ما خلق اللہ من شئی یتفیوا ظللہ عن الیمین و الشمالل سبحنا للہ و ہم

داخرفن (۱۱)

کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ نے بنائی ہے اس کی چھادیں دائیں اور بائیں ڈھلتی ہیں اللہ کو سجدہ کرتی ہیں اور وہ اس کے حضور عاجزی میں ہیں۔  
تاج العروس میں ہے۔

والشمال: الطبع و الخلق، جمعہ شمائل، قال عبد یفوث الحارثی:

الم تعلمنا ان الملامتہ نفعها قلیل و مالومی اخی من شمالیا

قیل للخلیقته شمال لكونه مشتتلا على الانسان اشتمال الشمال على البدن و الشمال (بافتح و بکسر) الريح التي تهب من قبل الحجر“ (۱۲)

(شمال کا معنی عادت و خلق ہے اور اس کی جمع شمائل ہے عبد یفوث کا شعر ہے کیا تم دونوں کا معلوم نہیں کہ ملامت و سرزنش کا فائدہ کم ہے اور اپنے بھائی کو ملامت کرنا میری عادات میں سے نہیں۔

شمال کا لفظ عادت کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ وہ انسان پر یوں لپٹی ہوتی ہے جیسے بدن پر چادر اور شمال (شین کی زبر کے ساتھ اور بعض دفعہ زیر بھی آجاتی ہے) اس ہوا کو کہتے ہیں جو حجر اسود کی جانب سے چلتی ہے۔

جوہری کے الفاظ ملاحظہ ہوں

الشمال: الريح التي تهب من ناحيته القطب و جمع الشمال: شمالات و شمائل ایضا علی غیر

قیاس کانهم جمعوا شما لته مثل حما لته و حمائل، والشمال خلاف اليمين و الجمع اشمل مثل

اعتق لا نها مثنوتته و شمائل ایضا علی غیر قیاس، قال اللہ اعن: اليمين و الشمائل و الشمال

ایضا الخلق و الجمع و الشمائل (۱۳)

”شمائل اس ہوا کو کہتے ہیں جو قطب کی جانب سے چلتی ہے اس کی جمع شمالات اور شمائل ہے اور شمائل غیر قیاسی جمع ہے گویا انہوں نے شمالتہ کی جمع بنائی جیسے حالتہ کی جمع حمائل ہے اور شمال متقابل یمن یعنی بائیں سمت اور اس کی جمع اشمل مثل اعتق ہے کیونکہ یہ مونث ہے اور اس کی جمع شمائل بھی آتی ہے جو غیر قیاسی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے دائیں بائیں سمتوں سے اور شمال کا معنی خلق و عادت بھی ہے اور اس کی جمع شمائل ہے۔

لسان العرب میں ہے :

الشمال : الطبع و الخلق ، و الجمع شمائل و قول عبد يفتوت

الم تعلمنا ان الملامته نفعها قليل و مالومي اخى من شماليا

يجوز ان يكون واحدا و ان يكون جمعا و قال اخر

” هم قومي و قد انكرت منهم شمائل “ ای انكرت اخلاقهم (۱۳)

شمال : عادت و خلق اسکی جمع شمائل ہے اور عبد يفتوت کے شعر میں لفظ شمال معنی عادت و طبیعت ہے اور یہ واحد اور جمع دونوں ہو سکتا ہے کسی اور شاعر نے کہا ہے کہ اگر وہ میری قوم کے لوگ ہیں لیکن مجھے ان کے شمائل یعنی اخلاق و عادات ناپسند ہیں ابن حجر ہیتمی اشرف الوسائل الی نظم الشمائل کے مقدمہ میں لفظ شمائل پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

سمى هذا الكتاب بالشمائل (بالياء) جمع شمال و هو بالكسر الطبع ، لا جمع شمائل بالفتح و

الهمزة لا نه مرادف للمكسور النى هو الريح (۱۵)

اس کتاب ( شمائل تزدی ) کا نام شمائل ( یاء کے ساتھ ہے جو شمال (شین کی زیر کے ساتھ ) کی جمع اور اسکا معنی عادت و طبیعت ہے نہ کہ شمائل (شین کی زیر اور ہمزہ کے ساتھ) کی جمع کیونکہ یہ مکسور کا مترادف ہے جس کا معنی ہوا ہے۔

ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ کی اس لغوی تشریح سے واضح ہوتا ہے کہ شمائل کا لفظ جسے عام طور پر ہمزہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے درست نہیں بلکہ یہ ”یا“ کے ساتھ عادت و طبیعت کا معنی دیتا ہے دیگر ائمہ لغت نے لفظ شمائل کے تلفظ میں اس قدر باریک فرق کی نشاندہی نہیں کی البتہ علامہ ابراہیم بیجوری اپنی شرح شمائل میں ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ کی موافقت کرتے نظر آتے ہیں۔

”ولذا سمي الكتاب بالشمائل (بالياء) فرقاً بينه وبين شمائل (بالهمز) فلا فلى جمع شمال

بمعنى الطبع و السجيتة و الثانية جمع شمال ضد اليمين و من جعل ماهنا بالهمز - فقد غلط“ (۱۶)

اس لئے اس کتاب کا نام شمائل ( یاء کے ساتھ ) رکھا گیا ہے فرق کرتے ہوئے اس میں اور شمائل (ہمزہ کے ساتھ) میں ، شمائل ( یاء کے ساتھ ) شمال کی جمع ہے جس کا معنی فطرت و عادت ہے اور شمائل ( ہمزہ کے ساتھ ) اس شمال کی جمع ہے جو یمن کا مقابل ہے اور جس نے اس

کتاب کے نام کو ہمزہ کے ساتھ لکھا اس نے درست نہیں کیا۔

مذکورہ بالا تصریحات و تشریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ شامل کا لفظ اگر ”یا“ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی اخلاق و عادات ہے اور اگر ہمزہ کے ساتھ تلفظ کیا جائے تو اس کا معنی بائیں سمت ہے۔ مگر یہ معنوی فرق صرف جمع کی صورت میں معلوم ہوتا ہے اور جب شامل کا واحد شامل استعمال ہو تو یہ لفظ غلق و عادت اور بائیں سمت کے لئے مشترک ہے اور یوں قطعی و حتمی فرق نہ ہونے کے باعث ایک قسم کا ابہام باقی رہتا ہے۔ البتہ دستور العلماء کی مندرجہ ذیل عبارت اس ابہام کو بھی رفع کر دیتی ہے۔

الشمائل: الحمائل الحميدة و الطباع الحسنة، جميع شميلة، كالشمائم جمع شميلة، و الكرائم جمع كريمته و قيل جمع شمال بالكسر و هو الخلق بالضم، يقال: فلان كريم الشمائل، و الخلق بالضم و سكن الثانی السجیة و الطبیعة و هو مختصر بالصفات الباطنة و قد ذكر فی كتاب ”الشمائل للترمذی“ الصفات الظاهرة ایضاً“ (۱۷)

شائل کا معنی خصائل حمیدہ اور عادات حسنہ ہے۔ یہ شمیلہ کی جمع ہے جیسے شائم شمیرہ اور کرائم کریمہ کی جمع ہے اور ایک قول کے مطابق یہ شامل (شیں کی زیر کے ساتھ) کی جمع ہے اور اس کا معنی عادت غلق ہے، کہا جاتا ہے کہ فلاں عمدہ شامل کا مالک ہے اور غلق جس کا معنی عادت و طبیعت ہے باطنی صفات کے ساتھ مختص ہے اگرچہ شامل ترمذی میں ظاہری صفات بھی ذکر کی گئی ہیں۔

کشاف اصطلاحات میں لفظ شامل کے اصطلاحی معنی یوں وارد ہوئے ہیں ”الشمائل عند الصوفیة ہی امتزاج الجمالیات و الجلالیات“ (۱۸)

اہل تصوف کے نزدیک شامل جمالیات و جلالیات کے امتزاج کو کہتے ہیں۔

شائل کا اصطلاحی مفہوم:

اگرچہ شامل کا لفظ قدیم اشعار اور عربی محاورات میں عام لوگوں کے استعمال ہوتا رہا ہے جیسے

”فلاں کریم الشائل“ فلاں عمرہ شائل و عادات کا مالک ہے اور ”وقد انکرت منهم شائل“ مجھے انکے شائل اچھے نہیں لگے، لیکن اب یہ لفظ ایک اصطلاح بن چکا ہے اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی حالات اور فضائل و صفات کا بیان مراد لیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ لفظ شائل کو مرتب و مولف کی طرف مضاف کر کے بھی یہی اصطلاحی معنی لئے جاتے ہیں مثلاً ”شائل ترمذی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ شائل و فضائل جو امام ترمذی نے مرتب کئے ہیں۔

علامہ تطلانی شائل کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

” فیما فضلہ اللہ تعالیٰ بہ من کمال خلقته و جمال صورته کرمہ تعالیٰ من الاخلاق الزکیۃ و شرفہ من الاوصاف الحمیدۃ امرضیتہ و ماتدعو ضرورۃ حیاته الیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ (۱۹)

شائل نبوی سے مراد وہ صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کمال تخلیق اور جمال صورت و سراپا کے لحاظ سے اوروں سے زائد عطا کی ہیں اور جن اخلاق زکیہ سے نوازا اور اوصاف محمودہ سے مشرف فرمایا اور آپ کی ذاتی زندگی کے احوال اور گزر بسر کا بیان۔

علامہ تطلانی کی مذکورہ بالا وضاحت کی روشنی میں ہم شائل کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

۱- صفات جسمیہ

۲- صفات خلقیہ

صفات جسمیہ سے مراد ظاہری شکل و صورت ہے اس میں سراپا اقدس اعضاء کریمہ کے خصائص و فضائل، خورد و نوش لباس، پوشش، گزر بردن بھر کے مشاغل لیل و نهار میں عبادات، دیگر ضروریات زندگی کی تکمیل اور سراقدس سے لے کر قدم مبارک تک کے جملہ اوصاف جلیلہ شامل ہیں۔

صفات خلقیہ سے مراد باطنی احوال اور وہ صفات ہیں جن کا تعلق بصیرت سے ہوتا ہے مثلاً ”خلق عظیم تواضع و انکساری حیاء، تحمل، علم و حلم اور مبر و عنو وغیرہ۔“

گویا شائل میں مولد نبوی سے لیکر وصال نبوی تک کے تمام خصائل کمال و صفات، شرف، آداب و اوصاف، حمیدہ، حامد، اخلاق عادات، حسنہ صفات، خلقیہ و خلقیہ ذاتی ضروریات زندگی اور

احوال گزر بسر کا تذکرہ ہوتا ہے۔

بیان شمائل کی ابتداء و ارتقاء:

آغاز نبوت ہی سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ صحابہ کرام مطہم الرضوان کی انتہائی توجہ کا محور و مرکز بن گئی تھی۔ صحابہ کرام بارگاہ نبوی کے آداب سے آگاہ ہونے کے باعث آپ کی صورت طیبہ اور سیرت مقدسہ دونوں کے دل و جان سے شیدا تھے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستورہ صفات کی ہر ہر ادا اور ہر گوشے سے والمانہ محبت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے انکی شیئگی و وارفتگی کو پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ کی حیات مقدسہ میں ہی فدائیان مصطفیٰ علیہ التحیتہ الشنا میں یہ طریقہ عام ہو چکا تھا کہ جب ایک صحابی دوسرے سے ملتا تو وہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دریافت کرتا، جس کے جواب میں دوسرا صحابی آپ کے حالات یا کسی تازہ فرمان کا ذکر کرتا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دنیائے فانی سے رحلت فرمانے کے بعد مرور ایام کے ساتھ ساتھ آپ کے تبعین میں اپنے پیشوائے اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ، ان کے اخلاق و عادات اور تعلیمات کے بارے میں دریافت کرنے کا جذبہ شوق افزوں تر ہوتا چلا گیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت و سیرت مطہرہ کے بیان سے اپنی محافل کو آراستہ کرتے اور آپ کے سراپا اقدس اور شمائل و خصائص مبارکہ کے ذکر سے اپنے قلب و روح اور ایمان کی شمع فروزاں رکھتے تھے۔ تابعین رحمہم اللہ اجمعین میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال درجے کا عشق اور ذوق شوق تھا، وہ آپ کا حلیہ مبارک معلوم کر کے آپ کی ذات ستورہ صفات اور وجود اقدس کے ساتھ تعلق اور رابطہ قائم کر کے اپنے اندر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق اور محبت پیدا کرتے تھے اور اپنے قلب و دماغ پر اس کا نقش جما دیتے تھے جو نجات آخروی کا وسیلہ اور ذریعہ تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ابن سعد نے روایت نقل کی ہے:

ان اباہریرۃ کان اذا رای احدنا من الاحراب ا واحدنا الم یر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



قال: الا اصف لكم النبي صلى الله عليه وآله وسلم، كان شثن القدمين، هذب العيينين، ابيض الكشحين، يقبل معاً، ويدبر معاً، فدا۱۰ ابی و امی مارا۱۰ یت مثلہ قبلہ ولا بعدہ (۲۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب کسی ایسے شخص سے ملتے جس نے محبوب خدا علیہ التیجہ و اثنا کے حسن و جمال کی جھلک نہ دیکھی ہوتی تو اسے کہتے آہیں تجھے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شامل و فضائل سنا تا ہوں۔ آپ کے پاؤں مبارک کے ٹکڑے پر گوشت تھے، پلکیں لمبی لمبی تھیں، بظلیں سفید تھیں، توجہ فرماتے تو پوری طرح اور پیٹھ پھیرتے تو پوری طرح، میرے ماں باپ آپ پر قرآن میں نے آپ کی مثل نہیں دیکھا۔ مشہور تاجی حضرت سعید الجریری فرماتے ہیں:

”كنت اطوف ا مع ابی الطفیل بالبيت فقال: مابقی احد را ی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیرى، قلت را یتہ؟ قال نعم، قلت کیف کان صفتہ؟ فقال: کان ابيض ملیحاً مقصداً“ (۲۱)

میں صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو طفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا تو انہوں نے فرمایا، آج میرے سوا دیدار مصطفیٰ علیہ التیجہ و اثنا سے مشرف ہونے والا کوئی بھی شخص روئے زمین پر موجود نہیں۔ میں نے بطور تعجب پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں، میں نے ان سے عرض کیا مجھے بھی آپ کے شامل سنائیں تو انہوں نے یادیں تازہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا رنگ مبارک سفید، روشن اور جاذب تھا اور آپ میانہ قد تھے۔

یوں دیگر روایات و احادیث کے ساتھ شامل و فضائل نبوی کے بارے میں بھی روایات کا ایک وسیع ذخیرہ وجود میں آیا جو سینہ سینہ منتقل ہوتا رہا۔ آخر کار دوسری اور تیسری صدی ہجری میں اس سارے سرمایہ کو ضبط تحریر میں لایا گیا۔ جن روایات میں غزوات و سرایا مذکور تھے وہ فن مغازی و سیر کا موضوع قرار پائیں، جن روایات کا تعلق فقہی احکام و معاملات اور عقائد و عبادات سے تھا ان سے علم حدیث کی کتابیں تدوین کی گئیں اور جن روایات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی حالات و فضائل اور اخلاق و شامل مذکور تھے ان سے شامل و خصائص نبوی کا سرمایہ تیار ہوا۔

## بیان شمائل نبوی میں صحابہ کا طرز عمل :

صحابہ کرام طہیم الرضوان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات اقدس، آپ کے حالات اور آپ کی صورت و سیرت کو اپنے قلوب و اذہان میں اس طرح محفوظ کر لیا تھا کہ ایک طرف صحت و درستگی کا یہ انتظام و انصرام تھا کہ کسی آسانی صحیفہ کو بھی اس طرح محفوظ نہ کیا گیا اور دوسری طرف وسعت و تفصیل کا یہ عالم کہ افعال و فرامین صورت و سیرت، رفتار و گفتار، اخلاق و عادات، طرز زینت و معاشرت، چلنے، پھرنے، اٹھنے، بیٹھنے، سونے، جاگنے، ہنسنے، بولنے، خورد و نوش اور لباس و پوشش کی ایک ایک ادا اور حالات و واقعات کا ایک ایک حرف پوری تفصیلات کے ساتھ محفوظ کر لیا گیا۔ صحابہ کرام جب علیہ مبارک کا ذکر فرماتے تو سننے والے کو اس بات میں کوئی شک نہ رہتا کہ ذات اقدس کو اپنی آنکھوں کے سامنے مشاہدہ کر رہا ہے مشہور صحابی حضرت ابو امامہ روایت فرماتے ہیں:

” ان رجلا من بنی عامر بن صعصعہ جاءہ فقال لہ : صف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوصفہ فقال العامری فی اخر کلامہ لقد و صفتہ لی صفتہ لو کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی جمیع الناس لعرفتہ“ (۲۲)

قبیلہ بنو عامر کا ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل و خصائص سنائیے اور آپ کے سراپا اقدس کا علیہ بیان کیجئے۔ جب میں علیہ مبارک بیان کر چکا تو اس شخص نے کہا کہ آپ نے علیہ مبارک کا اس طرح نقشہ کھینچا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات کے تمام انسانوں میں بھی تشریف فرما ہوں تو میں انہیں پہچان لوں گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد و صافین علیہ مبارک کے نام سے مشہور تھی۔ یہ حضرات اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن ظاہرہ اور جمال جسدی کے بیان سے اپنی محافل آراستہ رکھتے تھے۔ ان میں حضرت علی، انس بن مالک ہند ابن ابی حالہ، جابر بن سمرہ، براء بن عازب، ابو سعید الخدری، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، ابو جحیفہ، معرض بن معیتیب، ابو الطفیل، ام المومنین عائشہ ام معبد، ام حانی، ابو ہریرہ، عداء بن خالد، خرم بن فاتک اور حکیم

بن حزام رضی اللہ عنہم اتمین ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ (۲۳)

ان تمام حضرات نے سراقس سے لیکر قدم مبارک کے جملہ اوصاف جمیلہ اس طرح ظاہر فرمائے ہیں کہ گویا تصویر کھینچ دی گئی ہے اور جنہیں پڑھ کر اور سن کر عاشقان مصطفیٰ کے سامنے آپ کی ذات گرامی چلتی پھرتی نظر آتی ہے۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت بہت چھوٹے تھے اس لئے اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی حالہ (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک کے راویوں میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں) سے آپ کے شمائل و اوصاف کے بارے میں سوال کرتے تھے تاکہ وہ بھی آپ کے حلیہ مبارک کا نقشہ اپنی لوح قلب پر نقش کر سکیں۔

آپ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

”سالت خالی ہند بن ابی حالہ، وانا اشتہی ان یصف لی منها شئیا التعلق بہ“ (۲۴)

میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی حالہ (جو وصال حلیہ کے نام سے مشہور تھے) سے سوال کیا کہ مجھے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل و فضائل بیان فرمائیں تاکہ میں یہ سکر آپ کی ذات اقدس سے تعلق قائم کر سکوں۔

علامہ علی القاری ”تعلق بہ“ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

”اتشبث بذلک الوصف و اجعلہ محفوظا فی خزائنہ خیالی“ (۲۵) تاکہ اس حلیہ مبارک

کے ذریعے میرا تعلق آپ سے پختہ ہو جائے اور میں آپ کو اپنے تصور اور ذہن و خیال میں بسالوں

حضرت حسن کے الفاظ ”وانا اشتہی ان یصف لی منها شئیا“

(مجھے بڑا شوق تھا کہ میرے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک بیان کریں تاکہ اس کے ذریعے آپ کے حسین و جمیل تصویر کو اپنے قلب و ذہن میں نقش کر لوں) اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم السلام رضوان اللہ علیہم و آلہم و سلم کی شخصیت مقدسہ اور آپ کی حسین و جمیل یادوں کو اپنے دل و دماغ میں ہر وقت محفوظ رکھنے کے لئے کوشاں رہتے تھے اور آپ کی اداؤں کو کبھی بھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے بلکہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ چھڑتا تو ہر صحابی کا جی چاہتا کہ اب یہ سلسلہ ختم نہ

ہونے پائے اور یہی اہل محبت کی علامت اور کمال ہے کہ وہ ذکر محبوب کے بہانے تلاش کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے یہ سوال کیا کہ ”هل اتخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتما“ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگوٹھی پہنا کرتے تھے؟ آپ نے اس آدمی کو اپنے پاس بٹھا لیا اور درج ذیل واقعہ سنایا کہ:

”ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشا کی نماز پڑھانے کے لئے دیر سے تشریف لائے، آپ نے جماعت کروائی اور اس کے بعد اپنا رخ انور ہماری طرف کر کے فرمایا باقی لوگ تو نماز پڑھ کر سو چکے لیکن تم نماز باجماعت کی انتظار میں رہے، یہ تمہارا انتظار کرنا یوں ہے جیسے تم نماز میں مشغول رہے“

یہ واقعہ سنانے کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سائل سے کہنے لگے:

”فكانني انظر الان الي وميض خاتمه في يد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ (۲۶)

گویا میں اب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس میں اس انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں جو اس وقت آپ نے پہنی ہوئی تھی۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اس شخص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صرف اتنا پوچھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگوٹھی پہنا کرتے تھے؟ اس مسئلہ کا جواب واضح تھا کہ ہاں آپ نے انگوٹھی پہنی ہے۔ لیکن جب ذکر محبوب چمڑ گیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مختصر جواب پر اکتفا نہ کیا بلکہ ایک طویل واقعہ سنایا اور پھر انگوٹھی کا ذکر اس سے اپنی وابستہ یادوں کے ساتھ کیا۔

بیان شمائل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ ہر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں کا ذکر اس طرح کرتا جیسے وہ اب بھی اس روح پرور منظر اور حیات آفرین نظارے کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر پر خوشبو لگائی، آپ جب بھی سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج مبارک کا تذکرہ فرماتیں تو کہتیں:

”كانني انظر ابي وبييض الطيب في مفارق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ (۲۷)

آج بھی وہ حسین مظہر میری آنکھوں کے سامنے گھوم رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت احرام میں تھے اور آپ کے سر اقدس کی مانگ میں خوشبو کی چمک تھی۔

ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ دو آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کسی غرض سے حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مساوک فرما رہے تھے انہوں نے آپ کی اس مبارک ادا کو اس طرح اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا کہ جب بھی مذکورہ معاملہ کا تذکرہ فرماتے تو ساتھ اس بات کا اضافہ کرتے ”کانی النظر الی سوا کد تحت شفیتہ“ گویا میں آج بھی آپ کے مبارک ہونٹوں کے نیچے مساوک دیکھ رہا ہوں۔ (۲۸)

حضرت عبد بن اقرم الخداعی فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد گرامی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اپنے والد کے ساتھ مقام عزہ پر تھا کہ ہمارے پاس سے شتر سواروں کا ایک قافلہ گزرا، جس نے راستے کی ایک جانب پڑاؤ کیا۔ میرے والد نے مجھے اس قافلہ کی طرف متوجہ کیا۔ اس کے بعد نماز کے لئے اذان و بحبیر کہی گئی ہم بھی اس قافلے کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے چلے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں ہم نے بھی شرف دیدار حاصل کیا اور آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔

میرے والد گرامی نے جو چند لحات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت میں گزارے تھے ان لحات کی حسین یادیں ان کے لوح دل و دماغ پر کچھ اس طرح نقش ہو گئیں کہ آپ کے سجدہ مبارک کی ادا کو بیان کرتے ہوئے کہتے ”فکانتی انظر الی حفرة ابطنی رسول اللہ اذا سجد“ (۲۹)

میں آج بھی سجدہ کرتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک بظلوں کی سفیدی کو (تصور) دیکھ رہا ہوں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیصر روم کی طرف اپنا پیغام ارسال فرمانے لگے تو اس پر آپ نے مہر ثبت نہ فرمائی صحابہ نے عرض کیا ”ان کتابک لا یقر الا ان یکون مغتوما“ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا یہ نامہ گرامی بغیر مرودہ وصول نہیں کرے گا اور نہ پڑھے گا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مشورہ کو قبول فرمایا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس پر نقش کروایا اور اس نقش کے الفاظ محمد رسول اللہ تھے اس کے بعد آپ اسے پہنتے اور اس کے ساتھ خطوط پر مہر ثبت فرماتے حضرت

انس رضی اللہ عنہ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد ہمیشہ فرماتے ”کانی انظر الی بیاضہ فی ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔“ (۳۰) آج بھی آنحضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس میں اس انگوٹھی کی چمک کا پر کیف منظر میری نگاہوں کے سامنے ہے۔

مذکورۃ الصدر جملہ روایات سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ جائناران مصطفیٰ علیہ السلام و طہیم الرضوان آپ کی حسین و جمیل اداؤں کو اپنے قلب و ذہن میں محفوظ کر لیتے تھے اور بارگاہ رسالت ماب کے روح پرور مناظر اور حیات آفرین مشاہدات کے تذکروں سے اپنی محافل و مجالس کو ہتھ انوار بنائے رکھتے تھے۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے حسین لمحوں اور یادوں کا تذکرہ جاری رہتا اور جب بھی کسی ہمارے ذکر محبوب چمڑ جاتا تو پھر یادوں کی بارات وارد ہو جاتی، کئی ساعتیں بیت جاتیں لیکن وہ ذکر جاری رہتا۔ صرف یہی نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقصد زیست ہی محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کرتے رہتا تھا۔ انکی نگاہیں بارگاہ نبوی کے جانفرا نظاروں کے علاوہ کسی چیز کی مشتاق ہی نہ تھیں۔ حضرت قاسم بن محمد روایت کرتے ہیں:

” ان رجلا من اصحاب رسول اللہ ذهب بصرہ، فدخل علیہ اصحابہ یعودونہ فقال انما کنت

الید ہما لہ نظر بہما ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاما اذا قبض اللہ نیتہ فما یسر نی ان

ما بہما بظہی من ظباء تبالنتہ“ (۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص کی نظر چلی گئی۔ دیگر صحابہ عیادت کے لئے ان کے پاس گئے تو وہ کہنے لگے، مجھے تو صرف دیدار مصطفوی کے لئے ان آنکھوں کی ضرورت تھی۔ اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس بلا لیا ہے اور ظاہری دیدار کی کوئی صورت نہیں رہی تو مجھے ان آنکھوں کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔

شامائل نبوی کا اولین ماخذ

کسی شخصیت کے متعلق معلومات کا سب سے اہم ماخذ و مصدر وہ آثار و روایات یا کتابیں ہوتی ہیں جو اس کے عین حیات تحریر کی گئی ہوں یا اس کے بعد قریب ترین عہد میں مدون و مرتب کی گئی ہوں اور جن میں زیادہ سے زیادہ معلومات اور مواد کو تحقیق و تنقیح اور علمی و تحقیقی چھان بین کے بعد جمع کیا گیا ہو۔ اس اعتبار سے شامائل نبوی کے ماخذ دو طرح کے ہیں۔

۱- وہ ماخذ جن کا موضوع براہ راست شامل و فضائل نبوی کا بیان نہیں بلکہ شامل و فضائل کا کچھ حصہ ان میں ذکر ہوا ہے اور مجموعی طور پر انہی ماخذ کے ذریعے ہی شامل و فضائل کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہوتی ہیں یہ ماخذ حسب ذیل بنتے ہیں:

(۱) قرآن مجید

قرآن مجید ہی شامل و سیرت نبوی کا سب سے پہلا اور سب سے زیادہ مستند اور صحیح ماخذ ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے حبیب کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن و اخلاق حسنہ صفات حمیدہ اور شامل و فضائل عدیدہ کا جا بجا ذکر فرمایا ہے۔ (۳۲)

(ب) کتب حدیث

کتب حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات و احکامات مواعظ و قضایا اور خطبات کے علاوہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی احوال اور شامل و فضائل بھی بیان ہوئے ہیں چونکہ کتب حدیث کی جمع تدوین میں انتہائی تحقیق اور چھان بین سے کام لیا گیا ہے اس لئے کتب حدیث میں بیان کردہ شامل قرآن مجید کے بعد زیادہ مستند اور زیادہ قابل اعتماد ہیں حدیث کی تمام کتابوں میں جا بجا شامل نبوی کا ذکر آیا ہے اور محدثین کرام نے شامل کے بیان کے لئے علیحدہ ابواب و فصول بھی مختص کئے ہیں۔

(ج) کتب سیرت و طبقات

شامل نبوی کے ماخذ کے حوالے سے کتب سیرت کی بہت اہمیت ہے یہ وہ کتابیں جو یا تو اولین دور میں لکھی گئیں یا سیرت کی پہلی جامع کتب ہیں۔ سیرت کی ابتدائی اہم کتب مندرجہ ذیل ہیں:

- ۱- کتاب المغازی۔ محمد بن مسلم بن شہاب زہری متوفی ۱۲۴ھ
- ۲- کتاب المغازی۔ موسیٰ بن عقبہ متوفی ۱۳۱ھ
- ۳- سیرت النبی۔ محمد بن اسحاق متوفی ۱۵۰ھ
- ۴- کتاب المغازی۔ محمد بن عمرو اقدی متوفی ۲۰۷ھ
- ۵- سیرة رسول اللہ۔ عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ (۳۳)

اسی طرح بعض کتابیں مشہور شخصیات کے طبقات اور گروہوں کے لحاظ سے بھی وجود میں آئیں مثلاً ”صحابہ و تابعین اور حفاظ و قرآء و غیرہ ان کتابوں میں سے جن کا تعلق صحابہ کرام کے طبقات سے ہے ان میں سیرت و شمائل کے متعلق بھی وافر معلومات ملتی ہیں ان کتب میں محمد ابن سعد کی کتاب ”الطبقات الکبیر“ مستند اور مشہور کتاب ہے۔ طبقات ابن سعد کی ابتدائی حصے میں سیرت و شمائل نبوی کا بیان ہے۔

۲۔ وہ ماخذ جن کا موضوع براہ راست شمائل نبوی ہے۔

شمائل نبوی کے متعلق سب سے پہلی جامع اور مستند کتاب امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی کی ”شمائل الحمدیہ“ ہے اگرچہ امام ترمذی رحمہ اللہ کے عہد سے پہلے کی کتب میں بھی شمائل و فضائل اور خصائص نبوی کی روایات موجود تھیں لیکن آپ نے جس خاص انداز سے شمائل کی تین سو اٹھانوے احادیث جمع کر کے ایک مستقل کتاب مرتب کی وہ اپنی نوع میں منفرد ہے اور اس کا موضوع گذشتہ تمام تصانیف سے جدا اور الگ ہے اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی حالات و عادات اور سرایا اقدس کا بیان ہے۔ آپ نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ تمام روایات معتبر اور صحیح ہوں۔

چونکہ شمائل نبوی کے متعلق امام ترمذی رحمہ اللہ کی مرتب کردہ کتاب ”شمائل الحمدیہ“ سے پہلے کسی اور کتاب کا اس انداز میں اور اس موضوع کے اعتبار سے تذکرہ نہیں ملتا لہذا شمائل نبوی پر سب سے پہلی کتاب یہی ہے جو کمال انداز میں ترتیب دی گئی ہے امام ترمذی رحمہ اللہ کا امت مسلمہ پر عظیم احسان ہے کہ آپ نے سیرت نبوی کے ایک خاص اور اہم پہلو کو پیش کر کے عاشقان مصطفیٰ علیہ التیمتہ و النناء کے لئے آرام جان فراہم کیا ہے۔

شمائل ترمذی :

امام ترمذی رحمہ اللہ کا سن وفات ۲۷۹ھ ہے (۳۴۰) آپ کے عہد تک سیرت کی کئی کتابیں مدون ہو چکی تھیں اور آپ کے بعد بھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل و اخلاق پر کئی کتابیں لکھی گئیں مثلاً

شمائل النبی : ابو الجہاس جعفر بن محمد المستغفری متوفی ۴۳۲ھ (۳۵)



شمال بانور الساطع الکامل : ابو الحسن علی بن محمد انزاری متوفی ۵۵۲ھ (۳۶۱)  
مگر جو مقبولیت عامہ اور شہرت تامہ امام ترمذی رحمہ اللہ کی ”اشمال محمدیہ“ کو حاصل ہوئی  
کوئی کتاب اس درجہ کو نہ پہنچ سکی۔

علامہ عبد الرؤف مناوی شمال ترمذی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

” فان کتاب الشمال لعالم الروایة و عالم الدارینة الامام الترمذی جعل الله قبره روضته عرفها  
۱ طیب من المسک الشذی، کتاب وحید فی بابہ، فرید فی ترتیبہ و مستیعابہ، لم یات له احد  
متمائل ولا بمشابه سلك فيه منها جابلیما و رسمه بعیون الاخبار و فنون الآثار ترصیعا حتی حد  
ذلك الكتاب من المواهب و طار فی المشارق و المغرب“ (۳۷)

روایت و درایت کے علامہ امام ترمذی ————— اللہ تعالیٰ انکی قبر کو گلستان بنا دے کہ جس  
کی خوشبو منکیتی ہوئی کتوری سے بھی عمدہ ہو۔ کی کتاب اشمال اپنی نوع میں منفرد اور اپنی  
ترتیب و استیعاب کے اعتبار سے یکتا ہے۔ کوئی شخص بھی اس کی مماثل و مشابہ نہ لاسکا۔ اس  
کتاب میں امام موصوف نے ایک انوکھا طریق اپنایا اور اسے روایات و آثار کے سرچشموں سے  
اس طرح آراستہ کر دیا کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے عطیات میں سے شمار ہونے لگی اور اس کی  
شہرت مشرق و مغرب میں پھیل گئی۔ علامہ علی القاری تحریر فرماتے ہیں :

” و من احسن ما صنف فی شمائله و اخلاقه صلى الله عليه واله وسلم كتاب الترمذی  
المختصر الجامع فی سيره على الوجه الانم بحیث ان مطالع هذا الكتاب كانه يطالع طلعتہ ذلك  
الجناب فیبری محاسنه الشریفه فی کل باب فلذا قيل : و الاذن تعشق قبل العین احیانا“ (۳۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و عادات شریفہ کے متعلق تالیف کی گئی کتب  
میں سب سے اچھی کتاب امام ترمذی رحمہ اللہ کی ہے جو مختصر اور جامع اور رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ میں مکمل ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا یوں محسوس کرتا ہے  
گویا آپ کی ذات مقدسہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے چلتی پھرتی دیکھ رہا ہے۔ آپ کی سیرت مبارکہ  
کا ہر گوشہ نظروں کے سامنے آجاتا ہے جیسی تو کہا گیا ہے کہ کبھی کبھی کان آنکھ سے پہلے عاشق ہو  
جایا کرتے ہیں۔

### شائیل ترفی کے حواشی و شروح:

شائیل ترفی کے عربی، اردو، ترکی اور فارسی زبان میں متعدد تراجم ہوئے ہیں اور ان سب زبانوں میں بہت سے شرحیں بھی لکھی گئی ہیں۔ عربی شارحین میں چند قابل ذکر حضرات مندرجہ ذیل ہیں:

- ۱- عقیف الدین محمد ابن الیید محمد بن عبد اللہ الحسینی البیری متوفی ۸۵۵ھ (۳۹)
- ۲- جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ (زہر  
المسائل علی الشائل (۳۰))
- ۳- محمد حنفی، مولوی، متوفی ۹۳۶ھ (۳۱)
- ۴- عصام الدین ابراہیم بن محمد الاسفرائینی  
الشافعی متوفی ۹۳۳ھ (۳۲)
- ۵- شہاب الدین ابن حجر الہیتمی متوفی ۹۷۵ھ  
(اشرف الوسائل الی فہم الشائل)
- ۶- مصلح الدین محمد بن صلاح الدین الاری  
متوفی ۹۷۹ھ (۳۳)
- ۷- علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۳ھ  
(جمع الوسائل فی شرح الشائل)
- ۸- عبدالرؤف المنائی متوفی ۱۰۳۱ھ (شرح  
الشائل الحمدیہ)
- ۹- نور الدین علی بن علی الشافعی متوفی ۱۰۸۷ھ
- ۱۰- احمد بن خیر الدین الکوثر الحساری الروی  
متوفی ۱۱۳۰ھ
- ۱۱- عبد الرحمن بن احمد الدمشقی الشافعی متوفی  
۱۲۲۳ھ
- ۱۲- محمد شاکر بن علی بن حسن العقاد المعری

- الماکی متونی ۱۲۰۲ ھ
- ۱۳- سلیمان بن منصور عیسی الشافعی متونی
- ۱۴- محمد بن قاسم المغربي المعروف بالجوس
- متونی ۱۲۸۲ ھ
- ۱۵- حسام الدین نقشبندی بن حسن بن محمد
- الروی متونی ۱۲۸۲ ھ
- ۱۶- اسماعیل بن محمد الجراجی
- ۱۷- حسن بن عبد اللہ الحللی
- ۱۸- سعید بن ابی سعید محمد الحادی
- ۱۹- سلیمان بن عمر المعروف بالیل
- ۲۰- عبد اللہ بن مجاری الشرقاری
- ۲۱- عبید اللہ الازہری الحمدونی (۴۴)
- ۲۲- ابراہیم بن محمد البجوری (المواہب
- اللغنیۃ علی الشائل المحملیۃ مطبوعہ
- استقامہ مصر ۱۳۵۳ ھ)
- ۲۳- احمد عبدالجواد الدوی، الاتحافات
- الروایۃ مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۱ ھ
- ۲۴- عزت عبید الدعاس، تطبیقات شائل
- الترزی مطبوعہ بیروت ۱۳۰۵ ھ

برصغیر پاک و ہند میں شارحین شائل :-

- (۱) شیخ حامی محمد کشمیری متونی ۱۰۰۶ ھ (شرح شائل تزی)
- (۲) شیخ محمد عاشق حنفی بن عمر متونی ۱۰۳۳ ھ (شرح شائل تزی بزبان فارسی)

- (۳) سیف اللہ بخاری دہلوی بن نور اللہ (اشرف الوسائل شرح شامل)
- (۴) مفتی نور الحق دہلوی بن شیخ عبد الحق محدث دہلوی (شرح شامل ترمذی)
- (۵) شیخ فاضل گجراتی بن حامد (معین النفاصل شرح شامل)
- (۶) شیخ حکیم الدین متوفی بن فصیح الدین (در النفاصل شرح شامل بزبان عربی)
- (۷) شیخ محمد فیض بلکرای بن محمد صادق (شرح شامل ترمذی) بزبان فارسی
- (۸) سید بابا قادری حیدر آبادی (سراج النبوة) بزبان اردو
- (۹) قاضی عبد القادر رامپوری بن محمد اکرم (حاشیہ شامل ترمذی) (۳۵)
- (۱۰) مولانا کفایت اللہ مراد آبادی (بہار غلد) (۳۶)
- (۱۱) جلال الدین احمد (شامل محمدی) مطبوعہ بمبئی
- (۱۲) مولانا محمد زکریا سارنہوری (خصائل نبوی شرح شامل ترمذی مطبوعہ دہلی ۱۳۷۳ھ)
- (۱۳) مولانا قاضی محمد عاقل بن شیخ محمد خاکی (۳۷)
- (۱۴) مولانا سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی (الوار غویہ شرح اشمال النبوتہ)  
مطبوعہ ادارہ تحقیقات رضا کراچی
- (۱۵) مولانا عبدالککور ککستوی (ترجمہ شامل ترمذی) مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۳۸ھ
- (۱۶) مولوی کرامت علی جونپوری (الوار محمد ترجمہ شامل ترمذی) مطبوعہ میرٹھ ۱۳۶۰ھ
- (۱۷) مولانا محمد صدیق ہزاری (ترجمہ شامل ترمذی) مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور ۱۹۸۹ء

حاصل مرام یہ ہے کہ فن شامل کا آغاز دور نبوی میں ہوا اور یہ فن دیگر فنون و علوم کے ساتھ ساتھ "نسل" بعد نسل ترقی کرتا ہوا دور تصنیف و تدوین میں مستقل فن کی حیثیت سے متعارف ہوا کئی کتابیں وجود میں آئیں اور یہ سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے۔

بلاشبہ شامل و خصائل نبوی کے موضوع کے متعلق تالیف کی گئی کتابیں اسلامی میراث کا شاندار حصہ ہیں یہ کتابیں قارئین کے قلوب و اذہان کا تزکیہ کرتی ہیں ان کے احساسات و جذبات کو بلندی و رفعت سے ہمکنار کرتی ہیں اور ان کے دلوں میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگزیں کر دیتی ہیں قاری جوں جوں کتب شامل کا مطالعہ کرتا ہے توں توں محبت رسول اس کے قلب میں سرایت کرتی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی رگوں میں جاری خون کے ساتھ رواں دواں ہو

جاتی ہے۔

ان کتابوں میں محبوب خدا علیہ التحیات و الشنا کے سرلہائے اقدس حسن و جمال رکھ رکھاؤ اور شب و روز کی مصروفیات کا ایسا نقشہ کھینچا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک کا دلنشین نقشہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے اور تصویر کے اس عکس جمیل میں ایک بے قرار و مضطرب عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو قلب و نظر کی دنیا میں چلتا پھرتا محسوس کرتا ہے۔

آج امت مسلمہ جس اخلاقی و عملی انحطاط کا شکار ہو چکی ہے اس کا کامیاب علاج صرف اور صرف اسوہ حسنہ کی اتباع سے ہی ممکن ہے۔

”لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (۳۸) (یقیناً) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل کتابیں نسل نو کی سیرت سازی اور عملی تربیت میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں اسوہ حسنہ کے سانچے میں دُھلی امت کی تیاری کے سلسلے میں امت کے ہر فرد پر کتب شامل کا پابندی و باقاعدگی کے ساتھ مطالعہ کرنا لازمی ہے لیکن مطالعہ کا حق اسی وقت ادا ہو سکتا ہے جب صاحب شامل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایک ادائے ناز کو اپنی زندگی میں سمولیں مساوات و عدل محمدی اور نظام مصطفوی کے خواب بھی اسی وقت شرمندہ تعبیر ہو سکتے ہیں مگر صرف اتباع و متابعت سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا محبت لازمی و ضروری ہے بغیر محبت متابعت مردود ہے کیونکہ ایسی متابعت تو شاہان دنیا کا خاصہ ہے وہ صرف متابعت کے طلبگار ہوتے ہیں محبت کے نہیں لیکن یہاں خالق کون و مکان جل جلالہ صرف متابعت نہیں محبت بھی چاہتا ہے اور محبت بھی ایسی، جس کے آگے اولاد والدین اعزہ و اقارب گھریار اور مال و منال سب کی محبتیں سچ نظر آئیں اللہ تعالیٰ کے فرمان؟ ”احب الیکم من اللہ رسولہ“ (۳۹)۔ میں اسی محبت کو طلب کیا گیا ہے اور ارشاد نبوی ہے ”لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والہ و ولہ و الناس اجمعین“ (۵۰) تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن کمال نہیں ہو سکتا جب تک میری ذات اسے اپنے والدین و اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

اور جب تک اس محبت میں کمال پیدا نہیں ہوتا زندگی زندگی نہیں بنتی اور محبت میں کمال تب پیدا ہو گا جب اغیار سے منہ پھیر لیا جائے گا اور صرف در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی

اختیار کی جائے جاٹھاران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بعید ہے کہ ”یوادون من حاد اللہ ورسولہ“ (۵۱) وہ ان لوگوں سے دوستی کی پیٹکیں بڑھائیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے عداوت رکھیں ظہوری نے کیا خوب کہا ہے۔

شدہ است سینہ ظہوری پر از محبت یار  
برائے کینہ اغیار درد لم جانیت



## مصادر و حواشی

- ۱- الدیمی کمال الدین حیوة الجنان، مطبوعہ ۱۳۲۶ھ۔
- ۲- ترفی، ابو میسی محمد بن میسی، اشکال المحدثہ (ص ۹) تطبیق عزت عبید، طبع اول، دارالحدیث بیروت ۱۳۸۸ھ۔
- ۳- القاری علی بن سلطان عمر، جمع الوسائل فی شرح اشکال ۱۹/۱ مبدع مصطفیٰ البابی الحلبي، مصر ۱۳۱۸ھ۔
- ۴- ابن حجر العسقلانی، اشرف الوسائل الی فہم اشکال (قلمی نسخہ ورق ۲) اسی مخطوطہ کی تحقیق پر راقم الحروف کو پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری عطا کی گئی
- ۵- جمع الوسائل فی شرح اشکال ۱۹/۱۔
- ۶- اشرف الوسائل الی فہم اشکال (ورق ۱۰۸)۔
- ۷- سورۃ الکھف ۱۷۔
- ۸- ایضاً ۱۸۔
- ۹- سورۃ الواقعة ۴۱۔
- ۱۰- سورۃ الاعراف ۱۷۔
- ۱۱- سورۃ النحل ۳۸۔
- ۱۲- زبیدی، محمد مرتضیٰ، تاج العروس ۳۹۹/۷، طبع اول مصر ۱۳۰۶ھ۔
- ۱۳- جوہری، اسماعیل بن حماد الصحاح ۲/۲۰۳، مبدع مصریہ ۱۳۸۲ھ۔
- ۱۴- ابن منظور افریقی لسان العرب ۱۱/۳۶۳، دار صادر بیروت۔
- ۱۵- اشرف الوسائل الی فہم اشکال (ورق ۲)۔
- ۱۶- بیجوری محمد ابراہیم المواہب اللغویۃ علی اشکال المحدثہ (ص ۶) طبع اول، ۱۳۵۳ مبدع استقامہ، مصر۔
- ۱۷- احمد حجری قاضی عبدالنبی دستور العلماء ۲/۲۲۳، طبع اول حیدر آباد دکن ۱۳۲۹ھ۔
- ۱۸- تھانوی، محمد اعلیٰ، کشف اصطلاحات الفنون ۳/۷۸۶، مبدع خیاط بیروت۔
- ۱۹- تھانوی، احمد بن محمد المواہب اللغویۃ ۱/۲۸۰، مبدع دارالکتب مصر۔
- ۲۰- محمد بن سعد، اللبقات الکبریٰ ۱/۴۱۷، دار صادر بیروت ۱۳۸۰ھ۔
- ۲۱- ایضاً ۳۱۸/۱۔
- ۲۲- ابن عساکر، علی بن الحسن، تاریخ الکبیر ۱/۳۲۲، مبدع روضۃ الشام ۱۳۲۹ھ۔
- ۲۳- قاضی عیاض بن موسیٰ، الشفاء ۱/۸۴، تحقیق علی محمد الیمادی، دارالکتب بیروت ۱۳۰۲ھ۔

- ۲۳- اثنائک المحدثہ (ص ۱۱۰)۔
- ۲۵- جمع الرساکن فی شرح اثنائک ۱/۳۳۔
- ۲۶- طبقات ابن سعد ۱/۴۷۲۔
- ۲۷- البخاری محمد بن اسماعیل الجامع الصحیح ۱/۲۰۸، مطبعہ مصطفیٰ البابی العلمی قاہرہ ۱۳۷۲ھ۔
- ۲۸- مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم ۲/۳۰ دار احیاء الکتب العربیہ ۱۳۷۳ھ۔
- ۲۹- طبقات ابن سعد ۱/۳۲۔
- ۳۰- ایضاً ۱/۴۷۱۔
- ۳۱- ایضاً ۲/۳۱۳۔
- ۳۲- قرآن مجید میں اثنائک نبوی کے متعلق مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو:
- الثناء - قاضی عیاض - باب اول ص ۷۱ تا ۷۵۔
- دلائل النبوة ابو نعیم اصفہانی - مطبعہ المعارف نظامیہ حیدر آباد دکن ۱۳۲۰ھ
- فصل اول ص ۱۰ تا ۲۱۔
- ۳۳- عسقلانی، ابن حجر، تہذیب التہذیب، طبع اول مطبعہ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن ۱۳۲۱ھ۔
- ۳۴- امام ترمذی کے تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ کیجئے:
- تذکرۃ الحفاظ ۲/۱۷۸، شمس الدین ذہبی مطبعہ معارف نظامیہ ۱۳۲۱ھ و فیات الامیان ۲/۲۷۸ ابن عثمان
- دار شفاء بیروت ۱۹۷۲ء شذرات الذهب ۲/۱۷۲، ابن النما دکتبہ قدسی قاہرہ ۱۳۵۰ھ الباب ۱/۱۷۳
- ابن الاثیر، کتب قدسی قاہرہ ۱۳۵۷ھ۔
- ۳۵- حامی خلیفہ کشف اللغون (ص ۱۰۵۹) کتبۃ المشنی بغداد ۱۳۳۱م۔
- ۳۶- فیاء الدین تذکرۃ الحمدین (ص ۳۲۱) مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۸۷ھ۔
- ۳۷- المناوی عبدالرؤف شرح اثنائک ۱/۲ مطبعہ مصطفیٰ البابی العلمی ۱۳۱۸ھ۔
- ۳۸- جمع الرساکن فی شرح اثنائک ۱/۲۔
- ۳۹- کشف اللغون (ص ۱۰۵۹)۔
- ۴۰- ایضاً۔
- ۴۱- تذکرۃ الحمدین (۳۲۱)۔
- ۴۲- ایضاً۔
- ۴۳- مصلح الدین لاری نے اثنائک ترمذی کی دو مبسوط و مفصل شرحیں بزبان عربی و فارسی لکھی ہیں فارسی نسخہ راقم الحروف کے پاس موجود ہے مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو:
- نزدہ الخواطر ۳/۳۵۳، تذکرۃ الحمدین (۳۲۱) عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ، ۳۵۰۔
- ۴۴- ۲۱ تا ۲۹ تذکرۃ الحمدین (ص ۳۲۱) کشف اللغون (۱۰۵۹)۔
- ۴۵- ۱۹ تا ۱۹ شفاء الاسلامیہ فی الهند (ص ۱۵۳) مطبوعہ دمشق ۱۳۰۳ھ۔



- ۳۶ - شہید جنگ آزادی مولانا کفایت علی کانی نے ۱۳۵۸ھ / ۱۸۴۲ء میں شاکل ترقی کا منظوم ترجمہ کیا تھا اور اس کا نام ہمار غلد رکھا، اس کا پہلا ایڈیشن ۱۸۴۵ء میں کانپور سے شائع ہوا۔ دوسرا ایڈیشن ۱۸۴۷ء میں لکھنؤ سے شائع ہوا۔ تیسرا ایڈیشن ۱۸۷۱ء میں لکھنؤ ہی سے شائع ہوا پھر ایک عرصہ بعد ایک ایڈیشن ۱۹۳۵ء میں مراد آباد سے شائع ہوا۔
- ۳۷ - سید محمد امیر شاہ قادری، انوار نوحیہ شرح شاکل نبویہ (ص ۳۶) مطبوعہ ادارہ تحقیقات رضا، کراچی ۱۹۸۶ء۔
- ۳۸ - سورة الاحزاب - ۳۱۔
- ۳۹ - سورة التوبة - ۲۳۔
- ۵۰ - صحیح البخاری ۹/۱ باب حب الرسول من الایمان، صحیح مسلم ۳۹/۱ کتاب الایمان۔
- ۵۱ - سورة الجادہ - ۲۳۔

